✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

مکرمہ صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ

اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبہ:71)

وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے سیرت ”صاحبزادی امۃ الوحید بیگم صاحبہ“

مکرمہ صاحبزادی امۃ الوحید صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی نواسی تھیں اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی پھوپھی جان تھیں۔

آپ کا نکاح 26؍دسمبر 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب سے قبل پڑھایا تھا اور اس وقت آپ کے نکاح کے ساتھ ساتھ حضرت سید میر محمود احمد صاحب کا نکاح بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیٹی صاحبزادی امۃ المتین کے ساتھ، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی بیٹی کا نکاح اعجاز الحق صاحب کے ساتھ ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ عام طریق تو یہی ہے کہ نکاح جلسہ کے بعد 29؍دسمبر کو ہوا کرتے ہیں مگر ان نکاحوں میں کچھ مستثنیات ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک یہ کہ میری اپنی لڑکی امۃ المتین کا نکاح ہے جو سید میر محمود احمد صاحب ابن میر اسحاق صاحب سے قرار پایا ہے۔ دوسرے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی لڑکی کا ہے اور تیسرے امۃ الوحید بیگم بنت مرزا شریف احمد صاحب کا نکاح ہے جو مرزا خورشید احمد ابن مرزا عزیز احمد سے قرار پایا ہے۔ اور مرزا خورشید احمد صاحب واقف زندگی بھی ہیں۔ ابھی یہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وقف کریں گے۔ پھر حضرت مصلح موعود نے دعائیہ کلمات کہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ان سارے نکاحوں کو بابرکت کرے دینی طور پر بھی اور دنیوی طور پر بھی اور آئندہ سلسلہ کی طاقت اور قوت کی بنیاد ان نکاحوں کے ذریعہ سے پیدا ہو۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 672،675،676)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹے عطا فرمائے جن میں سے چار بیٹے واقف زندگی ہیں۔ دو ڈاکٹر ہیں، فضل عمر ہسپتال میں کام کر رہے ہیں۔ ایک پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر ہیں جو نظارت تعلیم میں ہیں اور ایک وکیل ہیں جو صدر انجمن احمدیہ میں نائب مشیر قانونی ہیں۔

سامعین! آپ کے خاوند مکرم مرزا خورشید احمد صاحب کہتے ہیں کہ

”ایک واقف زندگی کی بیوی ہونے کا حق ادا کیا۔ میرے سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ بچوں کی تربیت کا خیال رکھا اور یہی تربیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھ بیٹوں میں سے چار واقف زندگی ہیں۔ اور پھر اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ گھر میں موجود ملازمین کے بچوں کو بھی بڑے احسن رنگ میں رکھا۔ اگر کوئی قرآن شریف نہ پڑھا ہوا ہو تا تو اُسے قرآن کریم پڑھاتیں۔ اپنے بچوں کے ساتھ ان ملازمین کے بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھایا۔ بڑی تعداد میں ایسے بچے ہیں جن کو ان کی عمر کے مطابق پہلے قرآن کریم ناظرہ اور پھر باترجمہ پڑھایا۔“

آپ حالانکہ کافی عرصہ سے بیمار تھیں لیکن اپنی بیماری کے آخری ایام تک بھی گھر سنبھالے رکھا اور اِس کے ساتھ ساتھ اپنے میاں کا بھی خیال رکھنے والی تھیں۔ میاں کے ساتھ بھی ایک مثالی تعلق تھا۔ خود بھی بیمار تھیں لیکن جب آپ کے میاں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی اینجیو پلاسٹی ہوئی تو اپنی بیماری بھول کر ان کی تیمارداری بھی کرتی رہیں، خیال بھی رکھتی رہیں۔

کالج کے زمانے میں جب آپ پڑھ رہی تھیں خواب میں دیکھا کہ آپ کے ماموں میاں عبدالرحمٰن صاحب آف مالیر کوٹلہ نے بڑے خوش نما اور دیدہ زیب سونے کے کنگن کسی عورت کے ہاتھ آپ کے لئے بھجوائے ہیں اور ساتھ کہا کہ '65' تے '82'۔ یعنی وہ عورت آپ کو کنگن دیتے ہوئے کہتی ہے کہ 65 اور 82۔ آپ تصدیق کے لئے دوبارہ پوچھتی ہیں کہ 65 اور 82؟ تو آپ بیان کرتی ہیں کہ اس بارے میں مجھے اس وقت سمجھ آیا جب 65ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات ہوئی اور 82ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی۔

سامعین! آپ کی لجنہ کی خدمات کا عرصہ بھی تقریباً 29 سال پر پھیلا ہوا ہے جس میں سیکرٹری صنعت و تجارت اور نائب صدر اوّل رہیں اور سیکرٹری صنعت و تجارت کے طور پر آپ نے بہترین خدمات انجام دیں۔ صنعت و تجارت کے طور پر آپ کا مزاج اور ذوق بڑا اچھا تھا۔ آپ غریبوں سے کام کرواتی تھیں۔ ہاتھ سے کڑھائی کا یا سلائی کا کام کروانے سے ایک تو ان کو اُجرت مل جاتی تھی۔ دوسرے نمائش میں ہمیشہ ربوہ کی لجنہ کی اس لحاظ سے کافی آمد ہو جایا کرتی تھی۔ اپنے بالا افسر کی ہمیشہ اطاعت کرتی تھیں قطع نظر اس کے کہ کیا رشتہ ہے اور کیا عمر کا فرق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ بیگم امۃ السبوح صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ دو سال جب وہ صدر لجنہ ربوہ تھیں تو آپ سیکرٹری صنعت و تجارت اور نائب صدر کے طور پر ان کے ساتھ کام کرتی رہیں اور ہمیشہ بڑی خوش دلی سے اور بڑی عاجزی سے، بڑی اطاعت سے ساتھ کام کیا اور جو بھی آپ کے ذمہ کام لگایا گیا اس کو آپ نے بڑی بشاشت سے سرانجام دیا۔ کارکنان سے جب کام کرواتیں تو بڑے آرام سے کرواتیں اور نمائش کی ڈیوٹیوں میں بعض دفعہ نقصان بھی ہو جاتا تو زیادہ سختی نہیں کرتی تھیں۔ بڑے تحمّل کے ساتھ کام کرتی تھیں اور اس وجہ سے لجنہ کی ممبرات ان کے ساتھ کام کرنا پسند کرتی تھیں۔ اسلامی امور میں بھی بہت زیادہ perfect تھیں۔ کارکنات کو کسی قسم کی تکلیف ہوتی تو اُسے دور کرنے کی فوری طور پر کوشش کرتیں۔

صاحبزادی امۃ الوحید صاحبہ میں مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا۔ کسی وقت بھی کوئی آجاتا تو خاطر تواضع کرتیں۔ جلسہ اور شوریٰ کے دنوں میں بہت سے غیر مہمان بھی آیا کرتے تھے آپ ہمیشہ سب کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھیں۔ آپ کے بیٹے مکرم عدیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر 100 سے زائد مہمان ہوتے تھے ان کی مہمان نوازی بڑی خوش دلی سے کرتیں اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ہجرت کی اُس وقت اُن کے سفر کے لئے چائے اور دوسری چیزوں کا انتظام آپ نے کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنی نگرانی میں بعض ایسی چیزیں جو اُن کو پسند تھیں بنا کے بھجوایا کرتی تھیں۔ خلفاء کے ساتھ بہت پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ وہی اپنائیت اور پیار کا سلوک جو آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ تھا وہی آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی رکھا اور انہیں بھی وہ خاص حلوہ اپنی نگرانی میں بنوا کر بھیجا کرتی تھیں۔ خلافت سے اخلاص کا ایک واقعہ ان کے میاں خورشید احمد صاحب کے بھانجے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شہد کی ایک شیشی پڑی تھی۔ مَیں نے کہا مجھے دے دیں تو انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کہا کہ یہ تو مجھے اُنہوں نے بھیجی ہے۔ یہ تو میں نہیں دے سکتی۔ اس طرح کی ایک اور شیشی پڑی ہے وہ تم لے لو۔

آپ نے اپنی والدہ اور اپنے ساس سسر کی بڑی خدمت کی۔ اپنی نندوں کو چھوٹی بیٹیوں کی طرح رکھا۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نمازوں کی بڑی پابند تھیں اور بچوں کو بھی اِسی طرح پابند رکھا اور مسجد بھجوایا کرتی تھیں اور بچوں کو پھر نماز فجر کے بعد تلاوت کے لئے بٹھاتیں ان سے کہتیں تلاوت کرو۔ غریبوں کا خیال رکھنا، ملازمین کا خیال رکھنا بہت زیادہ تھا۔ آپ کا قرآن و حدیث کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ جب دیکھتیں کہ ہماری روایات اور تعلیم کے خلاف بات ہوئی ہے تو کھل کر اس کے خلاف بولتی تھیں۔ سب سے چھوٹی ہونے کی وجہ سے بچپن سے بہت لاڈلی تھیں لیکن بہت زیادہ انکسار تھا اور ہمیشہ انکساری سے ہر ایک سے ملتی تھیں۔

سامعین! آپ کی ایک نند صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ہمارا ان سے تعلق بالکل ویسا ہی تھا جیسے ایک ماں کا اپنی بیٹیوں سے ہوتا تھا۔ والدہ محترمہ کی وفات کے بعد ہم سب کا بہت خیال رکھا۔ ہماری شادیوں میں جوڑے، زیور، جہیز وغیرہ کے سارے انتظامات خود کروائے جیسے ایک ماں اپنی بیٹی کے لئے کرتی ہے۔ شادی کے بعد آج تک ہر عید پر عیدی بھجواتیں جیسے مائیں اپنی بیٹیوں کو بھجواتی ہیں۔ کئی غریب بچیوں کو اپنے گھر میں پالا اور ان کی ہر طرح سے دینی اور دنیاوی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا۔ ایک ملازمہ کی بچی تھی جو انہوں نے خود پالی تھی اور یہ کہتی ہیں کہ اس کی شادی پر اپنی سب نندوں کو پیغام بھیجا کہ اگر تم اس کی شادی پر شامل نہ ہوئی تو مَیں تم لوگوں کے بچوں کی شادی میں شامل نہیں ہوں گی۔ اس طرح غریبوں سے بھی قربت کا اظہار کرتی تھیں۔ آپ کی سب سے چھوٹی نند بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ ان سے پوچھا کہ

کتنی عمر سے آپ نے تہجد پڑھنی شروع کی تھی؟ انہوں نے جواب نہیں دیا۔ مجھے ٹالنا چاہا۔ میرے بار بار کے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ میں بارہ سال کی عمر سے باقاعدہ تہجد پڑھ رہی ہوں۔ اسی طرح کئی بچیوں کے جہیز اور تعلیم کے اخراجات برداشت کئے اور لجنہ کا جو دستکاری فنڈ ہوتا تھا اُس میں سے بھی دلوایا کرتی تھیں۔ اگر کوئی غریب بچی ہے تو اپنے گھر سے کھانے وغیرہ کا بھی انتظام کر دیا کرتیں۔

آپ کے گھر میں ہی پلی بڑھی ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ چار پانچ سال کی عمر سے آپ کے گھر میں ہوں۔ آپ نے مجھے پڑھایا۔ ہر لحاظ سے میری تربیت کی۔ میری شادی کروائی۔ شادی کے بعد جب کوئی کام ہوتا مجھے اپنے گھر بلوا لیتیں۔ کہتی ہیں ایک دفعہ میرے گھر آئیں تو ایک پُرانی طرز کا صوفہ پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا یہ کہاں سے آیا ہے؟ بتایا کہ کسی ہمسائے نے دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ صوفہ اٹھواؤ اور نیا صوفہ فوری طور پر بنوا کر دیا۔ یہ خاتون کہتی ہیں میرے بیٹے کی پڑھائی کا بڑا خیال رکھا اور آخری بیماری کے ایام میں بھی بیٹے کی شادی کے لئے زیور وغیرہ بنوا کر دیا اور ہر چیز کو باریکیوں سے دیکھتی تھیں۔

اسی طرح رضاعی رشتوں کا بڑا خیال رکھنے والی تھیں۔ آپ کی رضاعی والدہ کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی پریشانی میں اور ہر تکلیف میں ان کا بڑا خیال رکھا۔

سامعین! آپ کو اللہ تعالیٰ پر بڑا توکّل تھا۔ آپ کے چھوٹے بیٹے کی شادی بڑے سے پہلے ہوگئی۔ بڑے کے لئے انہوں نے گھر میں اپنا ایک حصہ بنایا ہوا تھا تو آپ کے خاوند نے کہا کہ وہ حصہ چھوٹے کو دے دیں کیونکہ فی الحال اَور توفیق نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ نہیں، جو بڑے کے لئے بنایا ہے وہ بڑے کے لئے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انتظام کر دے گا اور ایک دن اتفاق سے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی کہ قرآن کریم پڑھتے ہوئے ایک آیت پر آپ کی توجہ ہوئی تو اپنے خاوند کو کہا کہ اس آیت سے میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری ضرورت پوری کر دے گا۔ چنانچہ اس زمانے میں جو سستا زمانہ تھا آپ نے کچھ پرائز بانڈ لئے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں سے ایک لاکھ روپے کا پرائز بانڈ نکلا جس سے انہوں نے اس بیٹے کے لیے بھی گھر بنالیا۔

آپ کے ایک بیٹے بیان کرتے ہیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کی اطلاع آئی تو ہم سب لوگ نماز کے لئے مسجد گئے ہوئے تھے اور ہماری امی بھی بڑے صدمہ میں تھیں تو اس وقت میری بڑی بھابھی نے اونچا رونا شروع کیا تو امی نے اُنہیں کہا کہ خاموش ہو جاؤ، اس وقت جماعت پر ابتلاء کا وقت ہے اور یہ دعاؤں کا وقت ہے، اس وقت دعائیں کرو۔

مَیں نو سال کا تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات ہوئی۔ بچہ تھا تو کسی بات پر میری ہنسی نکل گئی تو مجھے بڑے زور سے ڈانٹا کہ تم چپ کرو، تمہیں پتا نہیں کہ اس وقت جماعت کے کیا حالات ہیں۔ بچپن سے ہی احساس دلا دیتی تھیں کہ جماعت کی اہمیت کیا ہے۔

سامعین کرام! آپ دو دفعہ بڑی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوئیں لیکن بڑے صبر اور حوصلے سے بیماری کو برداشت کیا۔ ڈاکٹر نوری صاحب آپ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ تقریباً پچھلی دو دہائیوں سے جب سے آپ بیمار تھیں میرے مشاہدے میں آپ نیکی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھیں۔ بیماری کی تکلیف کو نہایت صبر اور ہمت سے برداشت کیا۔ کینسر کی بیماری تھی اور آخری دنوں میں تو مرض خطرناک حد تک چلا گیا تھا۔ یہ بیماری جسمانی اور ذہنی دونوں لحاظ سے خطرناک ہوتی ہے اور پھر علاج بھی بڑا تکلیف دِہ ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور صبر سے اس بیماری کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں حارج نہیں ہونے دیا اور بڑی ہمت اور صبر سے اس بیماری کا مقابلہ کیا۔ آپ ہنستے ہوئے اور بے خوف ہو کر سب کام کرتی رہتی تھیں اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی تھیں۔

10، اپریل 2017ء کو رات دس بجے آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جاملیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 82 سال تھی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے بعد خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”بیماری کے بعد یہاں لندن بھی دو دفعہ آئی ہیں، مجھے ملی ہیں۔ 2005ء میں قادیان میں خلافت کے بعد میرے ساتھ پہلی دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ پھر یہاں جب آئی ہیں تب بھی ملاقات ہوئی اور بڑا اخلاص اور وفا کا تعلق تھا ان کا خلافت کے ساتھ۔ باوجود بڑا رشتہ ہونے کے، بڑی عمر ہونے کے انتہائی عاجزی سے ملتی تھیں۔ ہماری والدہ کے ساتھ ان کا نند بھابھی کا رشتہ تھا لیکن عمر کے لحاظ سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی یہ تھیں اور میری سب سے بڑی ہمشیرہ اور یہ تقریباً ہم عمر ہی تھیں اور اس لحاظ سے میری والدہ نے ہمیشہ ان سے اپنے بچوں کی طرح سلوک کیا اور انہوں نے بھی کبھی ان کو بھابھی نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ مَیں نے دیکھا ہے کہ بڑا ادب، احترام اور لحاظ تھا اور انہوں نے میری والدہ کو ہمیشہ بڑا بزرگ سمجھا اور ایک ایسا تعلق تھا جو مثالی تھا...... ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے میرے سے بے تکلفی تھی تو ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ خلافت کے بعد انہوں نے کہا کہ پہلے تو مَیں زبردستی بعض کام کروا لیا کرتی تھی۔ اب جو کام میرے ذمہ تھے یعنی ان کے کام جو مَیں انجام دیا کرتا تھا وہ کس طرح ہوں گے یا ان کی زمینوں کے معاملات تھے۔ بہر حال مَیں نے ان کو تسلی دی تو اس کے بعد سے کبھی انہوں نے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا اور جو میں کہتا تھا اس

کے مطابق ہمیشہ عمل کرتی رہیں اور راضی ہوتی رہیں... بہت سارے اوصاف ان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں میں بھی یہ اوصاف جاری فرمائے اور ان کا خلافت سے وفا کا تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2017ء)

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡